چھوڑ کر مدینے آئے تو ہمارے پاس مال کچھ نہ تھا- یہاں آ کر ہم نے انصاریوں سے بھائی چارہ کیا' یہ بہترین بھائی ثابت ہوئے- یہاں تک کہ ان کے فوت ہونے کے بعد ان کے مال کے وارث بھی ہوتے تھے- حضرت ابوبکرؓ کا بھائی چارہ حضرت خارجہ بن زیدؓ کے ساتھ تھا- حضرت عمرؓ کا فلاں کے ساتھ- حضرت عثمانؓ کا ایک زرقی شخص کے ساتھ- خود میرا حضرت کعب بن مالکؓ کے ساتھ- یہ زخمی ہوئے اور زخم بھی کاری تھے- اگر اس وقت ان کا انتقال ہو جاتا تو میں بھی ان کا وارث بنتا- پھر یہ آیت اتری اور میراث کا عام حکم ہمارے لئے بھی ہو گیا- پھر فرماتا ہے' ورثہ تو ان کا نہیں لیکن ویسے اگر تم اپنے ان مخلص احباب کے ساتھ سلوک کرنا چاہو تو تمہیں اختیار ہے- وصیت کے طور پر کچھ دے دلا سکتے ہو- پھر فرماتا ہے' اللہ کا یہ حکم پہلے ہی سے اس کتاب میں لکھا ہوا تھا جس میں کوئی ترمیم و تبدیلی نہیں ہوئی- بیچ میں جو بھائی چارے پر ورثہ بٹتا تھا' یہ صرف ایک خاص مصلحت کی بنا پر خاص وقت تک کے لئے تھا' اب یہ ہٹا دیا گیا اور اصلی حکم دے دیا گیا- واللہ اعلم-

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۷ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۸ ع ۱۷

جبکہ ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا بالخصوص تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور عہد بھی ہم نے ان سے پکا اور پختہ لیا ○ تا کہ آخر کار اللہ سچوں سے ان کی سچائی دریافت فرمائے' نہ ماننے والوں کے لئے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھے ہیں ○

**میثاق انبیاء:** ☆☆ (آیت: ۷-۸) فرمان ہے کہ ان پانچوں اولوالعزم پیغمبروں سے اور عام نبیوں سے سب سے ہم نے عہد و وعدہ لیا کہ وہ میرے دین کی تبلیغ کریں گے- اس پر قائم رہیں گے- آپس میں ایک دوسرے کی مدد' امداد اور تائید کریں گے اور اتفاق و اتحاد رکھیں گے- اسی عہد کا ذکر اس آیت میں ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ الخ یعنی اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے قول قرار لیا کہ جو کچھ کتاب و حکمت دے کر میں تمہیں بھیجوں' پھر تمہارے ساتھ کی چیز کی تصدیق کرنے والا رسول آ جائے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی امداد کرنا- بولو تمہیں اس کا اقرار ہے؟ اور میرے سامنے اس کا پختہ وعدہ کرتے ہو؟ سب نے جواب دیا کہ ہاں ہمیں اقرار ہے- جناب باری نے فرمایا' بس اب گواہ رہنا اور میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں- یہاں عام نبیوں کا ذکر کر کے پھر خاص جلیل القدر پیغمبروں کا نام بھی لے دیا- اسی طرح ان کے نام اس آیت میں بھی ہیں شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا الخ یہاں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ہے جو زمین پر اللہ کے پہلے پیغمبر تھے- حضرت محمد ﷺ کا ذکر ہے جو سب سے آخری پیغمبر تھے- اور ابراہیمؑ' موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کا ذکر ہے جو درمیانی پیغمبر تھے- ایک لطافت اس میں یہ ہے کہ پہلے پیغمبر حضرت آدمؑ کے بعد کے پیغمبر حضرت نوح کا ذکر کیا اور آخری پیغمبر محمدؐ سے پہلے کے پیغمبر حضرت عیسیٰؑ کا ذکر کیا اور درمیانی پیغمبروں میں سے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کا ذکر کیا- یہاں تو ترتیب یہ رکھی کہ فاتح اور خاتم کا ذکر کر کے بیچ کے نبیوں کا بیان کیا اور اس آیت میں سب سے پہلے خاتم الانبیاء کا نام لیا- اس لئے کہ سب سے اشرف و افضل آپ ہی ہیں- پھر یکے بعد دیگرے جس طرح آئے ہیں' اسی طرح ترتیب وار بیان کیا- اللہ تعالیٰ اپنے تمام نبیوں پر اپنا درود و سلام نازل فرمائے-

اس آیت کی تفسیر میں حضورؐ کا فرمان ہے کہ پیدائش کے اعتبار سے میں سب نبیوں سے پہلے ہوں اور دنیا میں آنے کے اعتبار سے سب سے آخر ہوں- پس مجھ سے ابتدا کی ہے- یہ حدیث ابن ابی حاتم میں ہے لیکن اس کے ایک راوی سعید بن بشیر ضعیف ہیں- اور سند سے

یہ مرسل مروی ہے اور یہی زیادہ مشابہت رکھتی ہے اور بعض نے اسے موقوف روایت کیا ہے واللہ اعلم۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں' حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے زیادہ اللہ کے پسندیدہ پانچ پیغمبر ہیں۔ نوحؑ' ابراہیمؑ' موسیٰؑ' عیسیٰؑ اور محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اور ان میں بھی سب سے بہتر محمد ﷺ ہیں۔ اس کا ایک راوی حمزہ ضعیف ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس آیت میں جس عہد و میثاق کا ذکر ہے' یہ وہ ہے جو روز ازل میں حضرت آدمؑ کی پیٹھ سے تمام انسانوں کو نکال کر لیا تھا۔ حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ حضرت آدمؑ کو بلند کیا گیا۔ آپ نے اپنی اولاد کو دیکھا۔ ان میں مالدار' مفلس خوبصورت اور ہر طرح کے لوگ دیکھے تو کہا کہ اللہ کیا اچھا ہوتا کہ تو نے ان سب کو برابر ہی رکھا ہوتا' اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا کہ یہ اس لئے ہے کہ میرا شکر ادا کیا جائے۔ ان میں جو انبیاء کرام علیہم السلام تھے' انہیں بھی آپ نے دیکھا۔ وہ روشنی کی مانند نمایاں تھے' ان پر نور برس رہا تھا' ان سے نبوت و رسالت کا ایک اور خاص عہد لیا گیا تھا جس کا بیان اس آیت میں ہے۔ صادقوں سے ان کے صدق کا سوال ہو یعنی ان سے جو احادیث رسولؐ پہنچانے والے تھے۔ ان کی امتوں میں سے جو بھی ان کو نہ مانے' اسے سخت عذاب ہوگا۔ اے اللہ تو گواہ رہ' ہماری گواہی ہے' ہم دل سے مانتے ہیں کہ بیشک تیرے رسولوں نے تیرا پیغام تیرے بندوں کو بلاکم وکاست پہنچا دیا۔ انہوں نے پوری خیر خواہی کی اور حق کو صاف طور پر نمایاں طریقے سے واضح کر دیا جس میں کوئی پوشیدگی' کوئی شبہ' کسی طرح کا شک نہ رہا' گو بدنصیب' ضدی' جھگڑالو لوگوں نے انہیں نہ مانا۔ ہمارا ایمان ہے کہ تیرے رسولوں کی تمام باتیں سچ اور حق ہیں اور جس نے ان کی راہ نہ پکڑی' وہ گمراہ اور باطل پر ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ﴿۹﴾ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو احسان تم پر کیا' اسے یاد کرو جبکہ تمہارے مقابلے کو فوجیں کی فوجیں آئیں۔ پھر ہم نے ان پر تیز و تند آندھی اور وہ لشکر بھیجے جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں' جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب کو دیکھتا ہے ○ جبکہ دشمن تمہارے پاس اوپر سے اور نیچے سے آ گئے اور جبکہ آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے اور تم اللہ کی نسبت مختلف گمان کرنے لگے ○

**غزوۂ خندق اور مسلمانوں کی خستہ حالی:** ☆☆ (آیت: ۹-۱۰) جنگ خندق میں جو سنہ ۵ ہجری ماہ شوال میں ہوئی تھی' اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جو اپنا فضل و احسان کیا تھا' اس کا بیان ہو رہا ہے' جبکہ مشرکین نے پوری طاقت سے اور پورے اتحاد سے مسلمانوں کو مٹا دینے کے ارادے سے زبردست لشکر لے کر حملہ کیا تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں' جنگ خندق سنہ ۴ ہجری میں ہوئی تھی۔ اس لڑائی کا قصہ یہ ہے کہ بنو نضیر کے یہودی سرداروں نے جن میں سلام بن ابوحقیق' سلام بن مشکم' کنانہ بن ربیع وغیرہ تھے' مکے میں آ کر قریشیوں کو جو اول ہی سے تیار تھے' حضورؐ سے لڑائی کرنے پر آمادہ کیا اور ان سے وعدہ کیا کہ ہم اپنے زیر اثر لوگوں کے ساتھ آپ کی جماعت میں شامل ہیں۔ انہیں آمادہ کر کے یہ لوگ قبیلہ غطفان کے پاس گئے۔ ان سے بھی ساز باز کر کے اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ قریشیوں نے بھی ادھر ادھر پھر کر تمام عرب میں آگ لگا کر'

سب گرے پڑے لوگوں کو بھی ساتھ ملا لیا - ان سب کا سردار ابوسفیان صخر بن حرب بنا اور غطفان کا سردار عینیہ بن حصن بن بدر مقرر ہوا - ان لوگوں نے کوشش کر کے دس ہزار کا لشکر اکٹھا کر لیا اور مدینے کی طرف چڑھ دوڑے - حضور کو جب اس لشکر کشی کی خبریں پہنچیں تو آپؐ نے بہ مشورہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینے شریف کی مشرقی سمت میں خندق یعنی کھائی کھدوائی - اس خندق کے کھودنے میں تمام صحابہ مہاجرین وانصار شامل تھے اور خود آپ بھی بہ نفس نفیس اس کے کھودنے اور مٹی ڈھونے میں بھی حصہ لیتے تھے - مشرکین کا لشکر بلا مزاحمت مدینے شریف تک پہنچ گیا اور مدینے کے مشرقی حصے میں احد پہاڑ کے متصل اپنا پڑاؤ جمایا -

یہ تھا مدینے کا نیچا حصہ' اوپر کے حصے میں انہوں نے اپنی ایک بڑی بھاری جمعیت بھیج دی - جس نے اعالی مدینہ میں لشکر کا پڑاؤ ڈالا اور نیچے اوپر سے مسلمانوں کو محصور کر لیا - حضور ﷺ اپنے ساتھ کے صحابہؓ کو جو تین ہزار سے نیچے تھے اور بعض روایات میں ہے کہ صرف سات سو تھے' لے کر ان کے مقابلہ پر آئے - سلع پہاڑی کو آپؐ نے اپنی پشت پر کیا اور دشمنوں کی طرف متوجہ ہو کر فوج کو ترتیب دیا - خندق جو آپؐ نے کھودی اور کھدوائی تھی' اس میں پانی وغیرہ نہ تھا - وہ صرف ایک گڑھا تھا جو مشرکین کے ریلے کو بے روک آنے نہیں دیتا تھا - آپؐ نے بچوں اور عورتوں کو مدینے کے ایک محلے میں کر دیا تھا - یہودیوں کی ایک جماعت بنو قریظہ مدینے میں تھی' مشرقی جانب ان کا محلہ تھا - نبی ﷺ سے ان کا معاہدہ صلح مضبوط تھا - ان کا بھی بڑا گروہ تھا - تقریباً آٹھ سو جنگجو لڑنے کے قابل مردان میں موجود تھے' مشرکین اور یہود نے ان کے پاس حی بن اخطب نضری کو بھیجا - اس نے انہیں بھی شیشے میں اتار کر سبز باغ دکھلا کر اپنی طرف کر لیا اور انہوں نے بھی ٹھیک موقعہ پر مسلمانوں کے ساتھ بدعہدی کی - اور علانیہ طور پر صلح توڑ دی - باہر سے دس ہزار کا وہ لشکر جو گھیرا ڈالے پڑا ہے' اندر سے ان یہودیوں کی بغاوت جو بغلی پھوڑے کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے - مسلمان بتیس دانتوں میں زبان یا آٹے میں نمک کی طرح ہو گئے - یہ کل سات سو آدمی کر ہی کیا سکتے تھے - یہ وقت تھا جس کا نقشہ قرآن کریم نے کھینچا ہے کہ آنکھیں پتھرا گئیں' دل الٹ گئے' طرح طرح کے خیالات آنے لگے - جھنجھوڑ دیئے گئے اور سخت امتحان میں مبتلا ہو گئے - مہینہ بھر تک محاصرہ کی یہی تلخ صورت قائم رہی - گو مشرکین کی یہ جرات تو نہیں ہوئی کہ خندق سے پار ہو کر دستی لڑائی لڑتے لیکن ہاں گھیرا ڈالے پڑے رہے اور مسلمانوں کو تنگ کر دیا - البتہ عمرو بن عبدود عامری جو عرب کا مشہور شجاع پہلوان اور فن سپہ سالاری میں یکتا تھا' ساتھ ہی بہادر' جی دار اور قوی تھا' ایک مرتبہ ہمت کر کے اپنے ساتھ چند جاں باز پہلوانوں کو لے کر خندق سے اپنے گھوڑوں کو گزار لایا - یہ حال دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے اپنے سواروں کی طرف اشارہ کیا لیکن کہا جاتا ہے کہ انہیں تیار نہ پا کر آپ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ تم اس کے مقابلے پر جاؤ - آپؓ گئے - تھوڑی دیر تک تو دونوں بہادروں میں تلوار چلتی رہی لیکن بالآخر حضرت علیؓ نے کفر کے اس دیو کو تہ تیغ کیا جس سے مسلمان بہت خوش ہوئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ فتح ہماری ہے - پھر پروردگار نے وہ تند و تیز آندھی بھیجی کہ مشرکین کے تمام خیمے اکھڑ گئے' کوئی چیز قرینے سے نہ رہی' آگ کا جلانا مشکل ہو گیا - کوئی جائے پناہ نظر نہ آئی -

بالآخر تنگ آ کر نامرادی سے واپس ہوئے - جس کا بیان اس آیت میں ہے - جس ہوا کا اس آیت میں ذکر ہے' بقول مجاہدؒ یہ صبا ہے اور اس کی تائید حضورؐ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے کہ میں صبا ہوا سے مدد دیا گیا ہوں اور قوم عاد کے لوگ اور سد و تیز ہواؤں سے ہلاک کئے گئے تھے - عکرمہؒ فرماتے ہیں' جنوبی ہوا نے شمالی ہوا سے اس جنگ احزاب میں کہا کہ چل' ہم تم جا کر رسول اللہ ﷺ کی مدد کریں تو شمالی ہوا نے کہا کہ گرمی رات کو نہیں چلا کرتی - پھر ان پر صبا ہوا بھیجی گئی - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں - مجھے میرے ماموں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خندق والی رات سخت جاڑے اور تیز ہوا میں مدینہ شریف بھیجا کہ کھانا اور لحاف لے آؤں - میں نے حضورؐ سے اجازت چاہی تو آپؐ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میرے جو صحابیؓ تمہیں ملیں' انہیں کہنا کہ میرے پاس چلے

آئیں۔اب میں چلا' ہوائیں زناٹے کی شائیں شائیں چل رہی تھیں۔ مجھے جو مسلمان ملا میں نے اسے حضورؐ کا پیغام پہنچا دیا اور جس نے سنا' الٹے پاؤں فوراً حضورؐ کی طرف چل دیا یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ ہوا میری ڈھال کو دھکے دے رہی تھی اور وہ مجھے لگ رہی تھی یہاں تک کہ اس کا لوہا میرے پاؤں پر گر پڑا جسے میں نے نیچے پھینک دیا۔ اس ہوا کے ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھی نازل فرمائے تھے جنہوں نے مشرکین کے دل اور سینے خوف اور رعب سے بھر دیئے۔ یہاں تک کہ جتنے سرداران لشکر تھے' اپنے ماتحت سپاہیوں کو اپنے پاس بلا بلا کر کہنے لگے' نجات کی صورت تلاش کرو۔ بچاؤ کا انتظام کرو۔ یہ تھا فرشتوں کا ڈالا ہوا ڈر اور رعب اور یہی وہ لشکر ہے جس کا بیان اس آیت میں ہے کہ اس لشکر کو تم نے نہیں دیکھا۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک نوجوان شخص نے جو کوفے کے رہنے والے تھے' کہا کہ اے ابو عبداللہ' تم بڑے خوش نصیب ہو کہ تم نے اللہ کے رسولؐ کو دیکھا اور آپؐ کی مجلس میں بیٹھے۔ بتاؤ تو تم کیا کرتے تھے؟ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا' واللہ ہم جان نثاریاں کرتے تھے۔ نوجوان فرمانے لگے۔ سنئے چچا اگر ہم حضورؐ کے زمانے کو پاتے تو واللہ آپ کو قدم بھی زمین پر نہ رکھنے دیتے' اپنی گردنوں پر اٹھا کر لے جاتے۔ آپؐ نے فرمایا' بھتیجے لو ایک واقعہ سنو' جنگ خندق کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ بڑی رات تک نماز پڑھتے رہے۔ فارغ ہو کر دریافت فرمایا کہ کوئی ہے جو جا کر لشکر کفار کی خبر لائے؟ اللہ کے نبیؐ اس سے شرط کرتے ہیں کہ وہ جنت میں داخل ہو گا۔ کوئی کھڑا نہ ہوا کیونکہ خوف کی' بھوک کی اور سردی کی انتہا تھی۔ پھر آپؐ دیر تک نماز پڑھتے رہے۔

پھر فرمایا' ہے کوئی جو جا کر یہ خبر لا دے کہ مخالفین نے کیا کیا؟ اللہ کے رسولؐ اسے مطمئن کرتے ہیں کہ وہ ضرور واپس آئے گا اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں میرا رفیق کرے۔ اب تک بھی کوئی کھڑا نہ ہوا اور کھڑا ہوتا کیسے؟ بھوک کے مارے پیٹ کمر سے لگ رہا تھا' سردی کے مارے دانت سے دانت بج رہا تھا' خوف کے مارے پتے پانی ہو رہے تھے۔ بالآخر میرا نام لے کر سرور رسولؐ نے آواز دی' اب تو کھڑے ہوئے بغیر چارہ ہی نہ تھا۔ فرمانے لگے' حذیفہ تو جا اور دیکھ کہ وہ اس وقت کیا کر رہے ہیں' دیکھ جب تک میرے پاس واپس نہ پہنچ جائے' کوئی نیا کام نہ کرنا' میں نے بہت خوب کہہ کر اپنی راہ لی اور جرأت کے ساتھ مشرکوں میں گھس گیا۔ وہاں جا کر عجیب حال دیکھا کہ دکھائی نہ دینے والے اللہ کے لشکر اپنا کام پھرتی سے کر رہے ہیں۔ چولہوں پر سے دیگیں ہوا نے الٹ دی ہیں' خیموں کی چوبیں اکھڑ گئی ہیں' آگ جلا نہیں سکتے۔ کوئی چیز اپنی ٹھکانے نہیں رہی۔ اسی وقت ابوسفیان کھڑا ہوا اور با آواز بلند منادی کی کہ اے قریشیو' اپنے اپنے ساتھی سے ہوشیار ہو جاؤ۔ اپنے ساتھ کو دیکھ بھال لو' ایسا نہ ہو کوئی غیر کھڑا ہو۔ میں نے یہ سنتے ہی میرے پاس جو ایک قریشی جوان تھا' اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا' میں فلاں بن فلاں ہوں۔ میں نے کہا' اب ہوشیار رہنا۔

پھر ابوسفیان نے کہا' قریشیو اللہ گواہ ہے' ہم اس وقت کسی ٹھہرنے کی جگہ پر نہیں ہیں۔ ہمارے مویشی' ہمارے اونٹ ہلاک ہو رہے ہیں۔ بنو قریظہ نے ہم سے وعدہ خلافی کی' اس نے ہمیں بڑی تکلیف پہنچائی' پھر اس ہوا نے تو ہمیں پریشان کر رکھا ہے' ہم پکا کھا نہیں سکتے' آگ تک جلا نہیں سکتے' خیمے ڈیرے ٹھہر نہیں سکتے۔ میں تو تنگ آ گیا ہوں اور میں نے تو ارادہ کر لیا ہے کہ واپس ہو جاؤں۔ پس میں تم سب کو حکم دیتا ہوں کہ واپس چلو۔ اتنا کہتے ہی اپنے اونٹ پر جو زانو بندھا ہوا بیٹھا تھا' چڑھ گیا اور اسے مارا۔ وہ تین پاؤں سے ہی کھڑا ہو گیا پھر اس کا پاؤں کھولا۔ اس وقت ایسا اچھا موقعہ تھا کہ اگر میں چاہتا' ایک تیر میں ہی ابوسفیان کا کام تمام کر دیتا لیکن رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرما دیا تھا کہ کوئی نیا کام نہ کرنا۔ اس لئے میں نے اپنے دل کو روک لیا۔ اب میں واپس لوٹا اور اپنے لشکر میں آ گیا۔ جب میں پہنچا ہوں تو میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ ایک چادر کو لپیٹے ہوئے جو آپ کی کسی بیوی صاحبہ کی تھی' نماز میں مشغول ہیں۔ آپؐ نے مجھے دیکھ کر اپنے دونوں پیروں کے درمیان بٹھا لیا اور چادر مجھے بھی اڑھا دی۔ پھر رکوع و سجدہ کیا اور میں وہیں وہی چادر اوڑھے بیٹھا رہا۔ جب آپؐ فارغ ہوئے تو میں نے

سارا واقعہ بیان کیا - قریشیوں کے واپس لوٹ جانے کی خبر جب قبیلہ غطفان کو پہنچی تو انہوں نے بھی سامان باندھا اور واپس لوٹ گئے -

اور روایت میں ہے' حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں' جب میں چلا تو باوجود کڑا کے کی سخت سردی کے' قسم اللہ کی مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا میں کسی گرم حمام میں ہوں - اس میں یہ بھی ہے کہ جب میں لشکر کفار میں پہنچا ہوں' اس وقت ابوسفیان آگ سلگائے ہوئے تاپ رہا تھا - میں نے اسے دیکھ کر پہچان کر اپنا تیر کمان میں چڑھالیا اور چاہتا ہی تھا کہ چلا دوں اور وہ بالکل زد میں تھا' ناممکن تھا کہ میرا نشانہ خالی جائے لیکن مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان یاد آ گیا کہ کوئی ایسی حرکت نہ کرنا کہ وہ چوکنے ہو کر بھڑک جائیں تو میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا - جب میں واپس آیا' اس وقت بھی مجھے کوئی سردی محسوس نہ ہوئی بلکہ یہ معلوم ہو رہا تھا کہ گویا میں حمام میں چل رہا ہوں - ہاں جب حضورؐ کے پاس پہنچ گیا' بڑے زور کی سردی لگنے لگی اور میں کپکپانے لگا تو حضورؐ نے اپنی چادر مجھ کو اوڑھا دی - میں جو اوڑھ کر لیٹا تو مجھے نیند آ گئی اور صبح تک پڑا سوتا رہا' صبح خود حضورؐ نے مجھے یہ کہہ کر جگایا کہ اے سونے والے بیدار ہو جا - اور روایت میں ہے کہ جب اس تابعی نے کہا کہ کاش کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے اور آپ کے زمانے کو پاتے تو حذیفہؓ نے کہا کاش کہ تم جیسا ایمان' ہمیں نصیب ہوتا کہ باوجود نہ دیکھنے کے پورا اور پختہ عقیدہ رکھتے ہو - برادرزادے' جو تمنا تم کرتے ہو' یہ تمنا ہی ہے' نہ جانے تم ہوتے تو کیا کرتے؟ ہم پر تو ایسے کٹھن وقت آئے ہیں' یہ کہہ کر پھر آپ نے مندرجہ بالا خندق کی رات کا واقعہ بیان کیا - اس میں یہ بھی ہے کہ ہوا جھڑی اور آندھی کے ساتھ بارش بھی تھی -

اور روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہؓ حضورؐ کے ساتھ کے واقعات کو بیان فرما رہے تھے جو اہل مجلس نے کہا اگر ہم اس وقت موجود ہوتے تو یوں اور یوں کرتے - اس پر آپ نے یہ بیان فرمادیا کہ باہر سے تو دس ہزار کا لشکر گھیرے ہوئے ہے' اندر سے بنو قریظہ کے آٹھ سو یہودی بگڑے ہوئے ہیں' بال بچے اور عورتیں مدینے میں ہیں' خطرہ لگا ہوا ہے اگر بنو قریظہ نے اس طرف کا رخ کیا تو ایک ساعت میں ہی عورتوں بچوں کا فیصلہ کر دیں گے - واللہ اس رات جیسی خوف و ہراس کی حالت کبھی ہم پر نہیں گزری - پھر وہ ہوائیں چلتی ہیں' آندھیاں اٹھتی ہیں' اندھیرا چھا جاتا ہے' کڑک گرج اور بجلی ہوتی ہے کہ العظمۃ للہ - ساتھی کو دیکھنا تو کہاں اپنی انگلیاں بھی نظر نہ آتی تھیں - جو منافق ہمارے ساتھ تھے' وہ ایک ایک ہو کر یہ بہانہ بنا کر کہ ہمارے بال بچے اور عورتیں وہاں ہیں اور گھر کا نگہبان کوئی نہیں - حضورؐ سے آ آ کر اجازت چاہنے لگے اور آپؐ نے بھی کسی ایک کو نہ روکا - جس نے کہا کہ میں جاؤں؟ آپؐ نے فرمایا' شوق سے جاؤ - وہ ایک ایک ہو کر سرکنے لگے اور ہم صرف تین سو کے قریب رہ گئے - حضور ﷺ اب تشریف لائے ایک ایک کو دیکھا - میری عجیب حالت تھی - نہ میرے پاس دشمن سے بچنے کے لئے کوئی آلہ تھا نہ سردی سے محفوظ رہنے کے لئے کوئی کپڑا تھا - صرف میری بیوی کی ایک چھوٹی سی چادر تھی جو میرے گھٹنوں تک بھی نہیں پہنچتی تھی - جب حضورؐ میرے پاس پہنچے' اس وقت میں اپنے گھٹنوں میں سر ڈالے ہوئے دبک کر بیٹھا ہوا کپکپا رہا تھا - آپؐ نے پوچھا' یہ کون ہیں؟ میں نے کہا حذیفہ - فرمایا حذیفہ سن! واللہ مجھ پر تو زمین تنگ آ گئی کہ کہیں حضورؐ مجھے کھڑا نہ کریں - میری تو درگت ہو رہی ہے لیکن کرتا کیا' حضورؐ کا فرمان تھا - میں نے کہا - حضورؐ سن رہا ہوں ارشاد؟ آپ نے فرمایا دشمنوں میں ایک نئی بات ہونے والی ہے - جاؤ ان کی خبر لاؤ -

واللہ اس وقت مجھ سے زیادہ نہ تو کسی کو خوف تھا نہ گھبراہٹ تھی نہ سردی تھی لیکن حضورؐ کا حکم سنتے ہی کھڑا ہو گیا اور چلنے لگا تو میں نے سنا کہ آپ میرے لئے دعا کر رہے ہیں کہ اے اللہ اس کے آگے سے' پیچھے سے' دائیں سے' بائیں سے' اوپر سے' نیچے سے اس کی حفاظت کر - حضورؐ کی اس دعا کے ساتھ ہی میں نے دیکھا کہ کسی قسم کا خوف' ڈر دہشت میرے دل میں تھی ہی نہیں - پھر حضورؐ نے مجھے آواز دے کر فرمایا' دیکھو حذیفہ وہاں جا کر میرے پاس واپس آنے تک کوئی نئی بات نہ کرنا - اس روایت میں یہ بھی ہے کہ میں ابوسفیان کو اس سے پہلے پہچانتا نہ تھا - میں گیا تو وہاں یہی آوازیں لگ رہی تھیں کہ چلو کوچ کرو' واپس چلو - ایک عجیب بات میں نے یہ بھی دیکھی کہ وہ خطرناک ہوا جو دیگیں

الٹ دیتی تھی' وہ صرف ان کے لشکر کے احاطہ تک ہی تھی - واللہ اس سے ایک بالشت بھر باہر نہ تھی - میں نے دیکھا کہ اڑ اڑ کر ان پر گرتے تھے - جب میں واپس چلا ہوں تو میں نے دیکھا کہ تقریباً بیس سوار ہیں جو عمامے باندھے ہوئے ہیں - انہوں نے مجھ سے فرمایا - جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کو خبر کر دو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کفایت کر دی اور آپؐ کے دشمنوں کو مات دی - اس میں یہ بھی بیان ہے کہ حضورؐ کی عادت میں داخل تھا کہ جب کبھی کوئی گھبراہٹ اور دقت کا وقت ہوتا تو آپ نماز شروع کر دیتے - جب میں نے حضورؐ کو خبر پہنچائی' اسی وقت یہ آیت اتری - پس آیت میں نیچے کی طرف سے آنے والوں سے مراد بنو قریظہ ہیں - شدت خوف اور سخت گھبراہٹ سے آنکھیں الٹ گئی تھیں اور دل حلقوم تک پہنچ گئے تھے اور طرح طرح کے گمان ہو رہے تھے یہاں تک کہ بعض منافقوں نے سمجھ لیا تھا کہ اب کی لڑائی میں کافر غالب آ جائیں گے - عام منافقوں کا تو پوچھنا ہی کیا ہے؟ معتب بن قشیر کہنے لگا کہ آنحضرتؐ تو ہمیں کہہ رہے تھے کہ ہم قیصر و کسریٰ کے خزانوں کے مالک بنیں گے اور یہاں حالت یہ ہے کہ پاخانے کو جانا بھی دوبھر ہو رہا ہے - یہ مختلف گمان مختلف لوگوں کے تھے - مسلمان تو یقین کرتے تھے کہ غلبہ ہمارا ہی ہے جیسا کہ فرمان ہے وَلَمَّارَا الْمُؤْمِنُوْنَ الخ لیکن منافقین کہتے تھے کہ اب کی مرتبہ سارے مسلمان مع آنحضرتؐ گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیئے جائیں گے - صحابہؓ نے عین اس گھبراہٹ اور پریشانی کے وقت رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ حضورؐ اس وقت ہمیں اس سے بچاؤ کی کوئی دعا تلقین کریں - آپؐ نے فرمایا' یہ دعا مانگو اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا اللہ ہماری پردہ پوشی کر' اللہ ہمارے خوف ڈر کو امن و امان سے بدل دے - ادھر مسلمانوں کی یہ دعائیں بلند ہوئیں' ادھر اللہ کا لشکر ہواؤں کی شکل میں آیا اور کافروں کا تیا پانچا کر دیا' فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ -

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾

یہیں مومنوں کا امتحان کر لیا گیا اور پوری طرح وہ جھنجھوڑ دیئے گئے ○ اس وقت منافق اور کمزور دل والے کہنے لگے' اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہم سے محض دھوکے فریب کے ہی وعدے کئے تھے ○ ان ہی کی ایک جماعت نے ہانک لگائی کہ اے مدینے والو' تمہارے ٹھہرنے کا یہ موقعہ نہیں - چلو لوٹ چلو' ان کی ایک اور جماعت یہ کہہ کر نبی سے اجازت مانگنے لگی کہ ہمارے گھر خالی اور غیر محفوظ ہیں' دراصل وہ کھلے ہوئے اور غیر محفوظ نہ تھے لیکن ان کا تو پختہ ارادہ بھاگ کھڑے ہونے کا ہو چکا تھا ○

---

منافقوں کا فرار: ☆☆ (آیت:۱۱-۱۳) اس گھبراہٹ اور پریشانی کا حال بیان ہو رہا ہے جو جنگ احزاب کے موقعہ پر مسلمانوں کی تھی کہ باہر سے دشمن اپنی پوری قوت اور کافی لشکر سے گھیرا ڈالے کھڑا ہے - اندرون شہر میں بغاوت کی آگ بھڑکی ہوئی ہے' یہودیوں نے دفعتاً صلح توڑ کر بے چینی پیدا کر دی ہے - مسلمان کھانے پینے تک سے تنگ ہو گئے ہیں - منافق کھلم کھلا الگ ہو گئے ہیں - ضعیف دل لوگ طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہیں - کہہ رہے ہیں کہ بس اللہ کے اور رسولؐ کے وعدے دیکھ لئے - کچھ لوگ ہیں جو ایک دوسرے کے کان میں صور

پھونک رہے ہیں کہ میاں پاگل ہوئے ہو؟ دیکھ نہیں رہے - دو گھڑی میں نقشہ پلٹنے والا ہے - بھاگ چلو - لوٹو لوٹو - واپس چلو - یثرب سے مراد مدینہ ہے - جیسے صحیح حدیث میں ہے کہ مجھے خواب میں تمہاری ہجرت کی جگہ دکھائی گئی ہے - جو دو سنگلاخ میدانوں کے درمیان ہے - پہلے تو میرا خیال ہوا تھا کہ یہ ہجر ہے لیکن نہیں وہ جگہ یثرب ہے -

اور روایت میں ہے کہ وہ جگہ مدینہ ہے - البتہ یہ خیال ہے کہ ایک ضعیف حدیث میں ہے جو مدینے کو یثرب کہے وہ استغفار کر لے - مدینہ تو طابہ ہے - وہ طابہ ہے - یہ حدیث صرف مسند احمد میں ہے اور اس کی اسناد میں ضعف ہے - کہا گیا ہے کہ عمالیق میں سے جو شخص یہاں آ کر ٹھہرا تھا چونکہ اس کا نام یثرب بن عبید بن مہلا بیل بن عوص بن عملاق بن لاد بن آدم بن سام بن نوح تھا' اس لئے اس شہر کو بھی اسی کے نام سے مشہور کیا گیا - یہ بھی قول ہے کہ تورات شریف میں اس کے گیارہ نام آئے ہیں - مدینہ' طابہ' طیبہ' جلیلہ' جابرہ' محبہ' محبوبہ' قاصمہ' مجبورہ' عدراء' مرحومہ - کعب احبارؒ فرماتے ہیں کہ ہم تورات میں یہ عبارت پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ شریف سے فرمایا' اے طیبہ اور اے طابہ اور اے مسکینہ' خزانوں میں مبتلا نہ ہو - تمام بستیوں پر تیرا درجہ بلند ہوگا - کچھ لوگ تو اس موقعہ خندق پر کہنے لگے' یہاں حضورؐ کے پاس ٹھہرنے کی جگہ نہیں - اپنے گھروں کو لوٹ چلو - بنو حارثہ کہنے لگے' یا رسول اللہؐ ہمارے گھروں میں چوری ہونے کا خطرہ ہے - وہ خالی ہیں - ہمیں واپس جانے کی اجازت ملنی چاہیے - اوس بن قیظی نے بھی یہی کہا تھا کہ ہمارے گھروں میں دشمن کے گھس جانے کا اندیشہ ہے - ہمیں جانے کی اجازت دیجئے - اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کی بات بتلا دی کہ یہ تو ڈھونگ رچایا ہے' حقیقت میں عذر کچھ بھی نہیں' نامردی سے بھگوڑا پن دکھاتے ہیں - لڑائی سے جی چرا کر سرکنا چاہتے ہیں -

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

اگر مدینے کے چوطرف سے ان پر لشکر داخل کئے جائیں' پھر ان سے فتنہ طلب کیا جائے تو یہ ضرور برپا کر دیں گے اور کچھ ڈھیل بھی کریں گے تو یونہی سی ○ اس سے پہلے تو انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ پیٹھ نہ پھیریں گے - اللہ سے کئے ہوئے عہد کی باز پرس ضرور ہے ○ کہہ دے کہ گو تم موت سے یا خوف قتل سے بھاگو تو یہ بھاگنا تمہیں کچھ بھی کام نہ آئے گا اور اس وقت تم بہت ہی کم فائدہ مند کئے جاؤ گے ○ پوچھ تو کہ اگر اللہ تمہیں کوئی برائی پہنچانا چاہے یا تم پر کوئی فضل کرنا چاہے تو کون ہے جو تمہیں بچا سکے یا تم سے روک سکے؟ اپنے لئے بجز اللہ کے نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار ○

**جہاد سے پیٹھ پھیرنے والوں سے باز پرس ہوگی :** ☆☆ (آیت:۱۴-۱۷) جو لوگ یہ عذر کر کے جہاد سے بھاگ رہے تھے کہ

مارے گھر اکیلے پڑے ہیں جن کا بیان اوپر گزرا' ان کی نسبت جناب باری فرماتا ہے کہ اگر ان پر دشمن مدینے کے چوطرف سے اور ہر ہر رخ سے آ جائے پھر ان سے کفر میں داخل ہونے کا سوال کیا جائے' تو یہ بے تامل کفر کو قبول کر لیں گے۔ لیکن تھوڑے خوف اور خیالی دہشت کی بنا پر ایمان سے دست برداری کر رہے ہیں۔ یہ ان کی مذمت بیان فرمائی ہے۔

پھر فرماتا ہے' یہی تو ہیں جو اس سے پہلے لمبی لمبی ڈینگیں مارتے تھے کہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے' ہم میدان جنگ سے پیٹھ پھیرنے والے نہیں۔ کیا یہ نہیں جانتے کہ یہ جو وعدے انہوں نے اللہ سے کئے تھے' اللہ تعالیٰ ان کی باز پرس کرے گا۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ یہ موت و فوت سے بھاگنا' لڑائی سے منہ چھپانا' میدان میں پیٹھ دکھانا جان نہیں بچا سکتا بلکہ بہت ممکن ہے کہ اللہ کی اچانک پکڑ کے جلد آ جانے کا باعث ہو جائے اور دنیا کا تھوڑا سا نفع بھی حاصل نہ ہو سکے۔ حالانکہ دنیا تو آخرت جیسی چیز کے مقابلے پر کل کی کل حقیر اور محض ناچیز ہے۔ پھر فرمایا کہ بجز اللہ کے کوئی نہ دے سکے نہ دلا سکے نہ مددگاری کر سکے نہ حمایت پر آ سکے۔ اللہ اپنے ارادوں کو پورا کر کے ہی رہتا ہے۔

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾

اللہ تعالیٰ تم میں سے انہیں بخوبی جانتا ہے جو دوسروں کو روکتے ہیں اور اپنے بھائی بندوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ' اور کبھی کبھی ہی لڑائی میں آ جاتے ہیں ○ تمہاری مدد میں پورے بخیل ہیں' پھر جب ڈر دہشت کا موقعہ آ جائے تو تو انہیں دیکھے گا کہ تیری طرف نظریں جما دیتے ہیں اور ان کی آنکھیں اس طرح گھومتی ہیں جیسے اس شخص کی جس پر موت کی غشی طاری ہو' پھر جب خوف جاتا رہتا ہے تو تم پر اپنی تیز زبانوں سے بڑی باتیں بناتے ہیں' مال کے بڑے ہی حریص ہیں۔ یہ ایمان لائے ہی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام اعمال نابود کر دیئے ہیں' اللہ تعالیٰ پر یہ بہت ہی آسان ہے ○

---

**جہاد سے منہ موڑنے والے ایمان سے خالی لوگ : ☆☆** (آیت: ۱۸-۱۹) اللہ تعالیٰ اپنے محیط علم سے انہیں خوب جانتا ہے جو دوسروں کو بھی جہاد سے روکتے ہیں۔ اپنے ہم صحبتوں سے' یار دوستوں سے' کنبے قبیلے والوں سے کہتے ہیں کہ آؤ تم بھی ہمارے ساتھ رہو' اپنے گھروں کو' اپنے آرام کو' اپنی زمین کو' اپنے بیوی بچوں کو نہ چھوڑو۔ خود بھی جہاد میں آتے نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ کسی کسی وقت منہ دکھا جائیں اور نام لکھا جائیں۔ یہ بڑے بخیل ہیں' نہ ان سے تمہیں کوئی مدد پہنچے' نہ ان کے دل میں تمہاری ہمدردی' نہ مال غنیمت میں تمہارے حصے پر یہ خوش۔ خوف کے وقت تو ان نامردوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ جاتے ہیں۔ آنکھیں چھاچھ پانی ہو جاتی ہیں' مایوسانہ نگاہوں سے تکنے لگتے ہیں۔ لیکن خوف دور ہوا کہ انہوں نے لمبی لمبی زبانیں نکال ڈالیں اور بڑھے چڑھے دعوے کرنے لگے اور شجاعت و مردمی کا دم بھرنے لگے۔ اور مال غنیمت پر بے طرح گرنے لگے۔ ہمیں دو ہمیں دو' کا غل مچا دیتے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھی ہیں۔ ہم نے جنگی خدمات انجام دی ہیں' ہمارا حصہ ہے اور جنگ کے وقت صورتیں بھی نہیں دکھاتے' بھاگتوں کے آگے اور لڑتوں کے پیچھے رہا کرتے ہیں۔ دونوں عیب